بیویوں کے درمیان عدل کے ضوابط

ڈاکٹر محمد بن ناصر الحمید
مترجم: مفتی مجاہد شبیر احمد فلاحی قاسمی

اسلام نے عورت کے ساتھ فضل وعنایت کا معاملہ کیا ہے۔ عہد جاہلیت میں وہ ذلت وپستی کی زندگی گذار رہی تھی، اس کے تمام حقوق پامال ہورہے تھے۔ اسلام نے اسے تحفّظ فراہم کیا، اس کے حقوق کی رعایت کی، اس کی تربیت اور دیکھ بھال کی ترغیب دی، اس پر خرچ کرنے پر اُبھارا اور اس کام پر اجرِ عظیم کی بشارت دی۔

اسلام نے عورت کو شوہر کے انتخاب کا حق دیا۔ چنانچہ اس کو اس شخص کے ساتھ شادی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جس کو وہ پسند نہ کرتی ہو، اس کی شادی اس کی مرضی کے بغیر نہیں کی جا سکتی۔ شادی کے بعد اسلام نے شوہر پر بیوی کے اور بیوی پر شوہر کے حقوق متعین کیے۔ چنانچہ اس نے شوہر پر لازم کیا ہے کہ وہ بیوی کا نفقہ اٹھائے اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ پھر عورت جب ماں بن جاتی ہے تو وہ مزید اعزاز واحترام کی مستحق ہو جاتی ہے۔ اسلام نے اولاد پر لازم کیا ہے کہ وہ حتی الامکان ماں کے ساتھ نیکی اور احسان کا برتاؤ کرے۔

اسلام عورت کی عزت وناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے جسم، عزت وآبرو یا مال میں کسی طرح کی حق تلفی کو حرام قرار دیتا ہے۔ وہ اس کو اپنے مال میں تصرف کا حق دیتا ہے۔

اسلام کے عدل وانصاف کا ایک مظہر یہ ہے کہ اس نے ثواب وعقاب کے معاملے میں مرد اور عورت کو برابر کا درجہ دیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ (النحل:۹۷)

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو اُن کے اجر اُن کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

اسلام میں حقوق نسواں کی حفاظت ہی کا ایک مظہر یہ ہے کہ اس نے مرد کے لیے ایک سے زائد (چار تک) بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اس لئے کہ اسلام مصلحت عامہ کو مصلحت خاصہ پر مقدّم رکھتا ہے۔ مصلحت عامہ ہی کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بہت سے اسباب وعوامل ہیں، مثلاً کبھی عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت ہو جائے، تو اگر ایک مرد کو صرف ایک ہی عورت کے ساتھ شادی پر مجبور کیا جائے تو بہت سی عورتیں غیر شادی شدہ رہ جائیں گی۔ اسی طرح بسا اوقات ایک مرد کے لیے ایک عورت کافی نہیں ہوتی، تو اگر اسے ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت نہ دی جائے تو اس کے بدکاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہے گا۔ اگر تعدد ازواج کو جائز قرار نہ دیا گیا ہوتا، تو وہی صورت حال ہوتی جو مغربی ممالک میں دیکھنے کو ملتی ہے کہ وہاں زنا سے پیدا ہونے والے ناجائز بچوں کی کثرت ہے۔ عورت ایسے بچے کی پرورش کرنے پر مجبور ہے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتی کہ اس کا باپ کون ہے۔؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کے حقوق کی کتنی رعایت رکھی ہے۔

تعدد ازواج کی صورت میں قرآنی احکام:

تعدد ازواج کے مسئلہ پر قرآن کریم میں واضح احکام آئے ہیں۔ سورۂ نساء میں ہے:

... فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰـى وَثُلٰـثَ وَرُبٰعَ فَـاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (آیت:۳)

...تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو، لیکن اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو۔

اس آیت میں صراحت ہے کہ آدمی ایک سے زیادہ شادیاں کرنے پر اس وقت آمادہ ہو جب اپنے اندر بیویوں کے درمیان عدل کرنے کی ہمت پاتا ہو۔ اگر ایسا نہ کر پانے کا اندیشہ ہو تو صرف ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔

اسی سورت میں آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْراً رَّحِيْمًا. (آیت:۱۲۹)

بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمھارے بس میں نہیں ہے، تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے، لہٰذا (قانون الٰہی کا منشا پورا کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو اُدھر لٹکتا چھوڑ دو۔ اگر تم اپنا طرز عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں تو وہ ان کے درمیان پورا پورا عدل نہیں کر سکتا، خواہ اس کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لے۔ اس لیے کہ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جن پر انسان کو قدرت نہیں ہوتی۔ مثلاً محبت اور میلانِ قلب، اس لیے اللہ تعالی نے اس معاملے میں شوہروں پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ لیکن ساتھ ہی اس نے انھیں اس بات کی یاد دہانی کرا دی ہے کہ ان کے لیے یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ان کا کلی میلان ایک ہی بیوی کی طرف ہو جائے اور دوسری بیوی معلّق ہو کر رہ جائے، کہ نہ شوہر والی معلوم ہو اور اپنے حقوق سے بہرہ ور ہو اور نہ وہ مطلّقہ ہو کہ اس کے لیے دوسرے مرد سے نکاح ممکن ہو۔ آیت کریمہ کا خاتمہ شوہروں کے لیے اصلاح اور تقویٰ کی وصیّت پر ہوا ہے، تاکہ بیویوں کے جو حقوق ان پر واجب ہیں اور ان کی ادائیگی پر وہ قادر ہیں، اس میں کوتاہی نہ کریں۔

یہ وصیّت ترغیب کے اسلوب میں آئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اگر تم حتّی الامکان

انصاف سے کام لینے کی کوشش کرو گے تو جو تھوڑی بہت کوتاہیاں تم سے انصاف کے معاملے میں صادر ہوں گی انہیں اللہ معاف فرمائے گا۔

ان آیات سے جن مسائل کا استنباط ہوتا ہے انھیں آئندہ سطور میں بیان کیا جارہا ہے:

بیویوں کے درمیان عدل کا وجوب

اللہ تعالی نے اس شخص پر، جس کی ایک سے زائد بیویاں ہوں، ان کے درمیان عدل واجب قرار دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

من کانت لہ امرأتان فمال الی احداھما جاء یوم القیامۃ و شقہ مائل۔[۱]

جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور پھر ان میں سے ایک کی طرف وہ زیادہ مائل ہو، تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک کندھا جھکا ہوا ہوگا۔

حدیث میں دو بیویوں کا تذکرہ ہے، یہ کم سے کم تعداد ہے۔ یعنی اگر کسی کی تین یا چار بیویاں ہوں تو وہاں بھی یہی حکم ہے۔

بیویوں کے درمیان عدل کرنا لازم اور ضروری ہے، یہاں تک کہ مریض کے لئے بھی۔ اگر شوہر کا مرض بڑھ جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ باقی ایام کسی ایک بیوی کے پاس گذارنے کے لئے دیگر بیویوں سے اجازت لے۔ اگر وہ اجازت نہ دیں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے، ورنہ ان سب سے الگ رہے۔

سنت سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مرض جب شدت اختیار کر گیا تو آپ نے دیگر ازوج مطہرات سے حضرت عائشہؓ کے ہاں رہنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ جب آپ کی بیماری اور تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ ان کی تیمارداری میرے گھر میں ہو، انہوں نے اجازت دے دی۔[۲]

شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کے ساتھ عدل کرے، خواہ وہ حیض ونفاس میں مبتلا ہو، یا احرام باندھے ہوئے ہو، یا اس کے ساتھ ظہار یا ایلاء کیا ہو۔[۳] ان تمام حقوق میں مسلمہ اور کتابیہ برابر ہیں۔[۴]

وہ امور جن میں عدل واجب ہے

مندرجہ ذیل چیزوں میں بیویوں کے درمیان عدل واجب ہے:

(۱) گھر

(۲) نفقہ

(۳) کپڑا

ضروری ہے کہ آدمی اپنی ہر بیوی پر بقدر کفایت خرچ کرے اور باری باری ان میں سے ہر ایک کے پاس رات گذارے۔[۵]

وہ امور جو خلافِ عدل نہیں ہیں

ازدواجی زندگی میں بہت سے امور ایسے پیش آتے ہیں جن کے بارے میں گمان کیا جاتا ہے کہ وہ عدل کے خلاف ہیں، لیکن جب ہم نبی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی پر غور کرتے ہیں تو صحیح بات واضح ہوجاتی ہے۔ ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے:

۱- بیویوں میں سے جو سب سے افضل ہو اس کی تعریف کرنا:

نبی کریم ﷺ دوسری بیویوں کے مقابلے میں حضرت عائشہؓ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''حضرت عائشہ کی فضیلت باقی عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے''۔[۶]

۲- کسی ایک بیوی سے زیادہ محبت کا اظہار کرنا:

اللہ کے رسول ﷺ دوسری بیویوں کی بہ نسبت حضرت عائشہؓ سے زیادہ محبت کی صراحت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے

رسول ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ لوگوں میں آپ کا محبوب ترین کون ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''عائشہ''۔[۷]

۳- صاحبِ حیثیت بیوی کا ہدیہ قبول کرنا:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ زینب بنت جحش کے ہاں شہد پیا کرتے تھے اور ان کے پاس ٹھہرتے تھے۔ میں نے اور حفصہؓ نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ تشریف لائیں وہ کہے ''اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ مجھے تو مغافیر کی بو محسوس ہوتی ہے''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ کے رسول ﷺ جس کے پاس پہلے تشریف لے گئے اس نے ایسا ہی کہا۔ آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے زینب بنت جحش کے ہاں شہد کھایا ہے۔ اگر اس کی وجہ سے مغافیر کی بو محسوس ہوتی ہے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد پھر کبھی اسے نہیں کھاؤں گا۔ اور کسی کو اس بارے میں نہ بتانا۔[۸]

یہی قصہ سورۂ تحریم کی پہلی آیت کا سبب نزول بنا۔ وہ آیت یہ ہے: يَآَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ''اے نبی، تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے؟ (کیا اس لیے کہ) تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو؟ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے''۔ اس طرح اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو بیویوں کی رضا کے لیے شہد اپنے اوپر حرام قرار دینے پر تنبیہ کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کسی ایک بیوی سے ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے، اگر دوسری بیویاں ویسا ہدیہ دینے پر قادر نہ ہوں۔ اس میں دوسری بیویوں پر کسی طرح کی کوئی زیادتی یا ظلم نہیں ہے۔

۴- ہدیہ قبول کرنے کے لیے کسی ایک بیوی کا گھر خاص کرنا:

جس دن آں حضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے یہاں رہتے اس دن صحابۂ کرام اپنے ہدایا پیش کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ میری سوکنیں ام سلمہؓ کے پاس جمع

ہوئیں اور انہوں نے کہا: اے ام سلمہ! اللہ کی قسم، لوگ صرف عائشہؓ کے دن تحائف لاتے ہیں۔ہم بھی اسی طرح خیر اور عزت کی طالب ہیں، پس آپ نبی ﷺ سے کہہ دیجئے کہ لوگوں کو حکم دیں کہ آپ جہاں بھی ہوں اور جس بیوی کے گھر میں بھی ہوں، وہ ہدیہ پیش کیا کریں۔ام سلمہؓ نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر مجھ سے منہ موڑ لیا۔جب آپ نے دوبارہ میری طرف رخ کیا تو میں نے پھر اس کا ذکر کیا۔آپ نے پھر رخ مبارک دوسری طرف کر لیا۔ جب آپ تیسری بار میری طرف مڑے تو میں نے پھر یہی بات کہی، تب آپ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ، عائشہ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو، اس لیے کہ اللہ کی قسم، مجھ پر وحی کسی عورت کے لحاف میں نازل نہیں ہوئی سوائے اس عورت (یعنی عائشہ) کے''۔۹

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شوہر کے کسی ایک خاص بیوی کے گھر میں ہدیہ قبول کرنے پر راضی ہونے میں کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں ہے۔اور نہ یہ لازم ہے کہ وہ لوگوں سے اس بات کا عہد لے کہ وہ اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس بھی ہو وہ ہدیہ پیش کیا کریں۔

۵- دوسری بیوی کے بعض حقوق سے دست بردار ہونے پر شوہر کا راضی ہونا:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت سودہؓ کو اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید اللہ کے رسول ﷺ ان کو طلاق دے دیں۔انہوں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے طلاق نہ دیجئے، میں اپنی باری عائشہؓ کو بخشتی ہوں''۔اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی پیش کش قبول کر لی۔۱۰

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی بیوی اپنے بعض حقوق سے اپنی مرضی سے دست بردار ہو جائے اور شوہر اس کو قبول کرے۔اس میں کسی قسم کی زیادتی اور ظلم نہیں ہے، بلکہ یہ صلح باہمی کا ایک حصہ ہے جس کی طرف سورۂ نساء کی آیت: ۱۲۸ میں رہنمائی کی گئی ہے۔

۶-سفر کے سلسلے میں جس بیوی کے نام قرعہ نہ نکلے وہ قضا کی مستحق نہیں:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ جس کے حق میں قرعہ نکلتا اسی کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے تھے۔[11]

یہ حدیث بتاتی ہے کہ جس شخص کی کئی بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی کے ساتھ سفر کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے۔ جس بیوی کا نام نکلے اسی کو ساتھ لے جائے، جس طرح اللہ کے رسول ﷺ کیا کرتے تھے۔ سفر سے واپسی پر شوہر کے لئے لازم نہیں کہ وہ باقی بیویوں کے ایام پورے کرے۔ اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ دیگر ازواج کے لئے ان دنوں کی قضا نہیں کرتے تھے۔[12]

علّامہ بغویؒ نے باقی بیویوں کے لئے عدم قضا کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اگرچہ سفر میں ساتھ رہنے والی بیوی کو شوہر کا قرب حاصل ہوا ہے، لیکن چوں کہ وہ سفر کی مشقت سے بھی دوچار ہوئی ہے، اس لیے اس کے اور دیگر بیویوں کے درمیان، جو گھروں میں آرام سے بیٹھی تھیں، برابری کرنا انصاف نہیں ہے۔[13]

کسی ایک بیوی کی طرف طبعی رغبت معاف ہے:

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا مکلّف نہیں بنایا ہے جن کی وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ (البقرۃ :۲۸۶) بعض لوگ ایک بیوی کی طرف زیادہ طبعی میلان رکھتے ہیں۔ اس معاملے میں وہ معذور سمجھے جائیں گے۔

ابن عاشورؒ سورۃ النساء کی آیت: ۱۲۹ کے ذیل میں فرماتے ہیں: اللہ تعالی کا یہ ارشاد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ محبت غیر اختیاری امر ہے، اور عورت کے ساتھ تعلقات کے کئی اسباب ہوتے ہیں جو مرد کے دل میں محبت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے پر وہ خود کو مجبور پاتا ہے۔[14]

نبی کریم ﷺ دوسری بیویوں سے زیادہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے محبت

کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے فرمایا کرتے تھے: ''تم اپنے بارے میں کسی خوش فہمی میں نہ رہنا، اس لئے کہ تمہاری سوکن تم سے زیادہ خوب صورت اور رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ چہیتی ہے۔ ان کا اشارہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی طرف تھا''۔ ۱۵؎ یہ روایت نبی کریم ﷺ کی حضرت عائشہؓ سے محبت کی شہرت پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم فرماتے تھے اور اس میں عدل سے کام لیتے تھے، اور فرماتے تھے:

اللّٰھم ھذہ قسمتی فیما أملک، فلاتلمنی فیما تملک ،ولا أملک ۱۶؎	اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس پر میں قادر ہوں اور اس چیز پر میری ملامت نہ کر جس پر تو قادر ہے اور میں قادر نہیں ہوں۔

اس حدیث کے ذیل میں علامہ بدر الدین العینیؒ لکھتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ حضرت عائشہؓ سے باقی ازواج مطہرات کی بہ نسبت زیادہ محبت کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی محبت میں کسی بیوی کو ترجیح دے، جب کہ وہ ان کے درمیان تقسیم میں برابری اختیار کرے۔ یہ بات واضح ہے کہ محبت کوئی کسبی چیز نہیں ہے۔ دل اس پر قدرت نہیں رکھتا اور اس معاملے میں عدل کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے حرج اور تنگی کو اٹھا لیا ہے''۔ ۱۷؎

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ اور علامہ ابن حجرؒ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی ایک بیوی کو کسی خاص چیز کا عطیہ دیتا ہے جو دوسری بیویوں کو نہیں دیتا تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر اس نے دیگر بیویوں کی ضروریات پوری کر دی ہوں۔ ۱۸؎

حضرت اسماءؓ سے مروی ایک حدیث سے اس بات کی تائید ہوتی ہے، فرماتی ہے: ایک عورت نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میری ایک سوکن ہے۔ کیا میرے اوپر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کے سامنے اپنے شوہر کی طرف سے کوئی ایسی چیز ملنے کا اظہار کروں جو اس نے مجھے نہ دی ہو۔ آپؐ نے فرمایا:

المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور. [۱۹]

اس چیز کے ملنے کا اظہار کرنا جو نہ ملی ہو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص جھوٹا کپڑا پہنے ہو (یعنی برہنہ ہو مگر اپنے ملبوس ہونے کا دعوی کر رہا ہو۔

اس حدیث کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر بیوی اس چیز کا اظہار کرے جو اس کو اپنے شوہر سے خصوصی طور پر ملی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر شوہر کی طرف سے بیوی کو خصوصی طور پر کوئی چیز دینا حرام ہوتا تو نبی کریم ﷺ ضرور واضح فرما دیتے۔ واللہ اعلم!

اس میں شک نہیں کہ اس طرح کے افعال بیویوں کی غیرت کو بھڑکاتے ہیں۔ اس کے باوجود شوہر کے لئے اس کی رعایت کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کی غیرت کی وجہ سے اپنے اوپر شہد کو حرام کر لیا تھا اور اس کا مقصد ان کی دل جوئی تھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریم کی ابتدائی آیات میں اس پر تنبیہ فرمائی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیویوں کی غیرت ان چیزوں میں سے نہیں ہے جن کی رعایت کرنا شوہر کے لئے ضروری ہو، جب کہ اس کی وجہ سے ان کے حقوق پامال نہ ہو رہے ہوں۔

لیکن یہ بات بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ جس بیوی کو شوہر کی طرف سے خصوصی عطیہ ملا ہو اسے دیگر بیویوں سے اس عطیہ کو چھپانا چاہیے۔ اس سے وہ مشکلات سے محفوظ رہے گی۔

وہ امور جن کی رعایت سے مرد اور اس کی بیویاں کلی رغبت کی تلافی کر سکتی ہیں:

ذیل میں کچھ ایسے امور ذکر کیے جاتے ہیں کہ اگر شوہر اور اس کی بیویاں ان کی رعایت کریں تو امید ہے کہ ان کی ازدواجی زندگی بہتر طریقے سے گذرے گی اور شوہر کا کسی ایک بیوی کی طرف جھکاؤ بھی نہیں ہوگا۔

(الف) وہ امور جن کی رعایت کرنا شوہر کے لئے ضروری ہے۔

۱۔ آدمی تعدد ازدوج کے ارادے کے وقت ہی عدل وانصاف کی اپنے اندر

ذہنیت بنائے۔

۲۔اگر اس کو ایک سے زائد نکاح کرنے کی صورت میں کسی ایک بیوی کی طرف جھکاؤ اور دوسری بیوی پر ظلم کا اندیشہ ہو تو ایک سے زائد شادی نہ کرے۔

۳۔ان اقدامات کو برداشت کرے جن کی بنیاد غیرت پر ہو اور ان جیسے واقعات کو نظر انداز کرے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہے۔حضرت انسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی کسی ایک بیوی کے گھر میں تھے۔اسی اثنا میں امہات المومنین میں سے کسی نے کھانے کا ایک پیالہ بھیجا۔جس بیوی کے گھر میں آپ تھے اس نے خادم کے ہاتھ پر مارا جس کی وجہ سے پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔نبی کریم ﷺ نے ان ٹکڑوں کو جمع کیا اور اس میں وہ کھانا بھرنا شروع کیا اور فرمایا: ''تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ''۔پھر دوسرا پیالہ منگا کر خادم کے ہاتھ واپس بھیج دیا۔[۲۰]

۴۔سوکنوں کے ایسے آپسی جھگڑوں میں، جو غیرت کا سبب بنتے ہیں، کسی ایک کا طرف دار اور حامی نہ بنے۔نبی کریم ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ میرے گھر میں تھے۔زینب بنت جحش آئیں۔انھوں نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔آپ نے اجازت دے دی۔انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، وہ آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی (مراد حضرت عائشہؓ) کے بارے میں عدل کا مطالبہ کر رہی ہیں۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد زینب مجھے سخت سست کہنے لگیں۔میں اللہ کے رسول ﷺ کی طرف دیکھ رہی تھی اور آپ کے اشارے کا انتظار کر رہی تھی کہ کیا آپ مجھے اس معاملے میں کچھ کہنے کی اجازت دیتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زینبؓ برابر مجھ سے جھگڑتی رہیں، یہاں تک کہ میں سمجھ گئی کہ اگر میں بھی کچھ کہوں تو آپ ﷺ اس کو ناپسند نہیں فرمائیں گے، چنانچہ میں نے بھی انھیں ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کیا اور انھیں کچھ کہنے کی مہلت نہ دی۔یہ دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے ہنستے ہوئے فرمایا: یہ ابو بکر کی بیٹی ہے۔[۲۱]

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں

بیویوں کے جھگڑے کے دوران ان کے بیچ مداخلت نہیں کی، بلکہ اس کے ٹھنڈا پڑنے کے بعد مظلومہ کی تائید کی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔آپ ہر ایک کے پاس رات گذارتے تھے۔اس طرح ہر ایک کا نمبر نو دنوں کے بعد آتا تھا۔اس لئے ازواج مطہرات ہر رات کو اس زوجۂ مطہرہ کے گھر جمع ہوتی تھیں جس کے یہاں آپ کو رات گذارنی ہوتی تھی۔ایک روز حضرت عائشہؓ کی باری تھی، اس دن کسی بات پر حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ آپس میں لڑنے لگیں۔اسی اثنا میں نماز کا وقت ہوگیا۔حضرت ابوبکرؓ کا وہاں سے گذر ہوا اور انہوں نے ان کی آوازیں سنی، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ نماز کے لیے چلئے اور ان عورتوں کے منہ میں مٹی بھر دیجئے۔جب نبی کریم ﷺ نماز کے لیے نکلے تو حضرت عائشہؓ نے کہا: اب تو نماز کے بعد میرے والد آکر میری سرزنش کریں گے''۔ ۲۲

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دو سوکنوں کے بیچ مداخلت نہیں کی، یہ جانتے ہوئے کہ اس کی بنیاد غیرت اور حمیت ہے۔

۵۔ بیویوں کے درمیان عدل قائم کرنے کے سلسلے میں اپنے اندر قوت ارادی پیدا کرے اور ان وعیدوں اور تنبیہات کو ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھے جو اس شخص کے متعلق وارد ہوئی ہیں جو اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کی طرف کلی میلان اور جھکاؤ رکھتا ہو۔

۶۔ ہر وقت اللہ سے دعا کرتا رہے کہ وہ اسے بیویوں کے درمیان عدل کرنے کی توفیق دے۔

(ب) وہ امور جن کی رعایت کرنا بیویوں کے لئے ضروری ہے:

کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ہر بیوی کو درج ذیل امور کی رعایت کرنی چاہئے:

ا۔شوہر کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آئے اور اس سے بہت زیادہ محبت کرے۔

۲۔ بہت زیادہ مطالبات اور شکایات کر کے شوہر کو پریشان نہ کرے، ورنہ وہ اس سے نفرت کرنے لگے گا اور دوسری بیوی کی طرف مائل ہو جائے گا۔

۳۔ شوہر کو جس بیوی سے زیادہ محبت ہو اس کے بارے میں اسے کوئی تکلیف پہنچانے اور پریشان کرنے سے گریز کرے۔

۴۔ جب شوہر اس کے علاوہ دوسری بیوی کے پاس ہو تو شوہر کو تکلیف دینے اور اس کی زندگی کو اجیرن بنانے سے باز رہے۔

۵۔ اپنے شوہر کے ساتھ حسن ظن رکھے اور بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے اس پر دوسری بیوی کی طرف زیادہ جھکاؤ کا الزام نہ لگائے۔

جب مرد کو کسی بیوی سے رغبت نہ رہے، اس وقت اس بیوی کو اختیار دینا:

اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور وہ اپنے اندر کسی ایک کی جانب جھکاؤ محسوس کرے اور بیویوں کے درمیان واجب عدل قائم رکھنے سے عاجز ہو جائے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اس بیوی کو جس سے اب رغبت نہیں رہی ہے، اس بات کا اختیار دے کہ چاہے تو طلاق لے لے اور چاہے تو شوہر کی رغبت ختم ہو جانے کے باوجود ازدواجی زندگی میں شریک رہے۔ اگر عورت شوہر کے ساتھ رہنے کو ترجیح دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ تفریق اور جدائی سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزاً أَوْ إِعْرَاضاً فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحاً وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الأَنفُسُ الشُّحَّ وَإِن تُحْسِنُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً (النساء:۱۲۸)

اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رخی کا خطرہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ میاں اور بیوی (کچھ حقوق کی کمی بیشی پر) آپس میں صلح کر لیں۔ صلح بہرحال بہتر ہے۔ نفس تنگ دلی کی طرف جلدی مائل ہو جاتے ہیں، لیکن اگر تم لوگ احسان سے پیش آؤ اور خدا ترسی سے کام لو تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے اس طرز عمل سے بے خبر نہ ہو گا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتی ہیں: کہ کوئی شوہر اپنی بیوی میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اس کو پسند نہ ہو، چاہے وہ بڑھاپا ہو یا کوئی دوسری چیز، اور وہ اس سے جدائی چاہتا ہو، اس صورت میں بیوی کہے کہ آپ مجھے روکے رکھیں اور طلاق نہ دیں، آپ کو اختیار ہے کہ میری باری مقرر کریں یا نہ کریں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر وہ دونوں اس بات پر راضی ہو جائیں۔[۲۳]

حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیوی عمر دراز ہو چکی تھی۔ انہوں نے دوسری شادی ایک نوجوان لڑکی سے کی اور اس کو بوڑھی عورت پر ترجیح دی (یعنی اس کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے)۔ اس پر پہلی بیوی نے زوجیت میں رہنے سے انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے اسے ایک طلاق دے دی۔ جب اس کی عدت پوری ہونے میں تھوڑے دن رہ گئے تو انہوں نے اس مطلقہ بیوی سے کہا کہ اگر پسند کرو تو میں رجوع کرلوں اور چاہو تو رجوع نہ کروں، یہاں تک کہ تمہاری عدت ختم ہو جائے؟ اس نے کہا: رجوع کر لیجئے، میں صبر کروں گی۔ چنانچہ انہوں نے رجوع کر لیا۔ لیکن پہلی بیوی صبر نہ کرسکی اور اس نے طلاق کا مطالبہ کیا، چنانچہ انھوں نے اسے دوسری طلاق دے دی۔[۲۴]

خلاصۂ کلام:

۱۔ اسلام نے انسانی مزاج کی رعایت کی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر بقدر طاقت بوجھ ڈالا ہے اور جن چیزوں پر وہ قدرت نہیں رکھتے ان میں انہیں معذور سمجھا ہے۔

۲۔ اسلام نے ازدواجی تعلقات سے پوری دل چسپی لی ہے اور ان حدود کی وضاحت کی ہے جن سے تجاوز کرنا زوجین میں سے کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔

۳۔ تعدد ازواج کی صورت میں مرد پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان میں سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ تمام بیویوں کے درمیان عدل و انصاف سے کام

لے۔ جو شخص ایسا نہ کرے، اس کے لئے ایک سے زائد نکاح جائز نہیں۔

۴۔ شوہر جس عدل کا مکلّف ہے اس کا تعلق ان کاموں سے ہے جنہیں وہ انجام دے۔ اس کا تعلق اس فضل و اکرام سے نہیں ہے جس کا مظاہرہ اس کی کسی بیوی کی جانب سے ہو۔ اسی طرح اس کا تعلق اس اعزاز و تکریم سے بھی نہیں ہے جس کا مظاہرہ اس کے دوست و احباب کی جانب سے اس کی بعض بیویوں کے تعلق سے ہو۔

۵۔ تعدد ازواج سے یہ لازم نہیں آتا کہ بہ ہر صورت شوہر کا کسی ایک بیوی کی طرف کلی میلان ہو جائے، جیسا کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔

حواشی و مراجع

1. ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیما، **حدیث نمبر**:۵۱۴۷
2. بخاری، کتاب الادب، باب البر و الصلة، **حدیث نمبر**:۲۵۴۸
3. محاسن التاویل:۱۵۹۸/۵۔۱۵۹۹، وتفسیر المراغی:۱۷۳/۵
4. ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، **حدیث نمبر**:۲۱۳۳
5. أحکام القرآن لابن العربی:۳۱۵/۱، وأضواء البیان:۴۲۵/۱۔۴۲۶
6. بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشة، **حدیث نمبر**:۳۷۷۰
7. ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشة، **حدیث نمبر**:۳۸۸۵
8. بخاری، کتاب التفسیر، باب:﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾، **حدیث نمبر**:۴۹۱۲
9. بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشة، **حدیث نمبر**:۳۷۷۵
10. ترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورة النساء، **حدیث نمبر**:۳۰۴۰
11. بخاری، کتاب الهبة، باب هبة المرأة لغیر زوجه، **حدیث نمبر**:۲۵۳۹
12. زاد المعاد:۱۵۱/۵۔۱۵۲
13. شرح السنة:۱۵۴/۹
14. التحریر والتنویر:۲۱۸/۵

۱۵۔ **بخاری**، کتاب النکاح، باب موعظة الرجل بنته لحال زوجها، **حدیث نمبر**:۵۱۹۱،

۱۶۔ **ترمذی**، کتاب النکاح، باب ما جاء فی التسویة بین الضرائر، **حدیث نمبر**:۱۱۴۰

۱۷۔ **عمدۃ القاری**:۲۰/۲۰۳

۱۸۔ **المغنی**:۲۴۲/۱۰، **فتح الباری**:۲۲۴/۹

۱۹۔ **بخاری**، کتاب النکاح، باب المتشبع لما لم ینل وما ینهی عن افتخار الضرة، **حدیث نمبر**:۵۲۱۹

۲۰۔ **بخاری**، کتاب النکاح، باب الغیرة، **حدیث نمبر**:۵۲۲۵

۲۱۔ **بخاری**، کتاب الهبة، باب من أهدى الى صاحبه وتحرى بعض نسائه دون بعض، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشة، **حدیث نمبر**:۲۵۸۱

۲۲۔ **مسلم**، کتاب الرضاع، باب القسم بین الزوجات و بیان أن من السنة أن تکون لکل واحدة لیلة مع یومها، **حدیث نمبر**:۱۴۶۲

۲۳۔ **بخاری**، کتاب الصلح، باب قول الله: ﴿أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحاً وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾، **حدیث نمبر**:۲۶۹۴

۲۴۔ **موطا امام مالک**، کتاب النکاح، باب جامع النکاح، **حدیث نمبر**:۵۹

تحقیقاتِ اسلامی کی توسیع اشاعت کے لیے ایک خصوصی اسکیم

۱- جو حضرات چار سال کا زرتعاون چار سو روپے (-/۴۰۰) یک مشت ادا کریں گے انھیں رسالہ پانچ سال تک بھیجا جائے گا۔

۲- جو حضرات رسالہ کے چار خریدار جتنی مدت کے لیے بنائیں گے، اتنی مدت تک انھیں بھی رسالہ اعزازی طور پر بھیجا جائے گا۔

صفحات:۱۲۰ زرِتعاون: فی شمارہ:۲۵ روپے، سالانہ:۱۰۰ روپے

پتہ: ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی، پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ

Mob: 09412562972 Email: tahqeeqat_islami@yahoo.com , tahqeeqateislami@gmail.com